چہرے کا پردہ

واجب' مستحب یا بدعت؟ (۴)

تحریر: حافظ محمد زبیر

اب تک ہم نے قرآنی آیات کی روشنی میں چہرے کے پردے کے بارے میں شارع سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اب ہم اُن احادیث مبارکہ کو بیان کریں گے جو چہرے کے پردے پر دلالت کرتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اُن احادیث کا بھی صحیح معنی و مفہوم متعین کیا جائے گا جن کو منکرینِ حجاب اپنے حق میں بطورِ دلیل بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسی احادیث ہیں جو کہ پہلے بھی اس سلسلۂ مضامین میں بیان ہو چکی ہیں اور بعض ایسی روایات ہیں جو ابھی تک بیان نہیں ہوئیں۔ ہم نے ان سب روایات کو جمع کر دیا ہے۔ ان روایات کو قرآنی آیات کی روشنی میں سمجھیں تو مسئلہ کھل کر واضح ہو جاتا ہے۔

قرآن کی کسی آیت کی صحیح تفسیر اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اسے نبی اکرمﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں رکھ کر سمجھیں۔ ان روایات میں بیان کردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب کی نازل شدہ آیات کا کیا مفہوم سمجھا تھا۔ یہ روایات دراصل قرآنی آیات کی تفسیر و تبیین ہیں جس کی ذمہ داری رسول اللہﷺ پر ڈالی گئی تھی۔ اور دوسری طرف یہ احادیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس فہم کو بھی متعین کر رہی ہیں جو انہیں یہ آیات سننے کے بعد حاصل ہوا۔ گویا کہ یہ روایات ایک طرف اللہ کے رسولﷺ کے اقوال و افعال کے حوالے سے تفسیرِ رسولؐ کی طرف رہنمائی فرما رہی ہیں اور دوسری طرف صحابیات رضی اللہ عنہن کے فرمودات وطرزِ عمل کے ذریعے تفسیر صحابی بھی بیان ہو رہی ہے۔ ان روایات پر حکم لگاتے وقت بخاری و مسلم کی احادیث پر حکم نہیں لگایا گیا' کیونکہ ان دونوں کتابوں کی بیان کردہ احادیث کی صحت پر محدثین

کا اجماع ہے۔ صحیحین کے علاوہ دیگر کتبِ احادیث سے لی گئی روایت کا حکم بھی مختصراً ساتھ ہی بیان کر دیا گیا ہے۔

چہرے کا پردہ صحیح و حسن احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

درج ذیل احادیث چہرے کے پردے پر صراحتاً یا اشارتاً دلالت کرتی ہیں:

۱) عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَاِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ (۱۰۲)

''اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حالتِ احرام میں ہوتی تھیں' پس جب وہ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم اپنے جلباب اپنے سر سے اپنے چہرے پر لٹکا لیتی تھیں اور جب وہ قافلے آگے گزر جاتے تو ہم اپنے چہرے کو کھول دیتی تھیں۔''

حضرت عائشہ ؓ نے حدیث میں صرف اپنا طرزِ عمل بیان نہیں کیا' بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفرِ حج کے دوران جتنی بھی خواتین ہوتی تھیں ان سب کے بارے میں بتلایا ہے کہ قافلوں کے قریب سے گزرنے پر وہ اپنے چہرے اپنی چادروں سے ڈھانپ لیتی تھیں۔ یہ حدیث عام ہے اور اس کی عمومیت کی تائید اگلی روایت سے بھی ہو رہی ہے۔

۲) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا نُغَطِّيْ وُجُوْهَنَا مِنَ الرِّجَالِ وَكُنَّا نَمْتَشِطُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِي الْاِحْرَامِ (۱۰۳)

''حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ ''ہم مردوں سے اپنے چہروں کو ڈھانپتی تھیں اور ہم حالت احرام میں کنگھی بھی کر لیا کرتی تھیں۔''

حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ حضرت عائشہ ؓ کی بہن ہیں اور جلیل القدر صحابیات میں سے ہیں۔ حضرت اسماءؓ کا یہ بیان اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ حجاب کا حکم ازواجِ مطہرات کے لیے خاص نہ تھا۔

۳) حضرت عائشہ ؓ ''قصة الافك'' والی روایت میں حضرت صفوان ؓ کے بارے میں بیان فرماتی ہیں کہ:

وَكَانَ رَآنِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ عَرَفَنِيْ

فَخَمَّرْتُ وَجْهِيْ بِجِلْبَابِيْ (۱۰۴)

''اورانہوں نے مجھے حجاب (کے حکم کے نزول) سے پہلے دیکھا تھا' ان کے ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' کہنے کی وجہ سے میں بیدار ہوگئی' جبکہ انہوں نے مجھے پہچان لیا تھا' پس میں نے اپنا چہرہ اپنے جلباب سے ڈھانپ لیا''۔

یہ حدیث بھی عام ہے اوراس کی عمومیت کے دلائل ہم قسط اول میں تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔اس حدیث کو''آیۃ الجلباب''یعنی سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۹ کی روشنی میں سمجھا جائے تو حکم کی عمومیت کھل کرواضح ہو جاتی ہے۔

٤) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْغَلَسِ (۱۰۵)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ مسلمان عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز میں شریک ہوتیں اس حال میں کہ انہوں نے اپنے جسم کو چادروں میں لپیٹا ہوتا' پھر وہ نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گھروں کو واپس چلی جاتیں اور اندھیرے کی وجہ سے ان کو کوئی پہچان بھی نہ پاتا تھا۔''

اس حدیث میں واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب مسلمان عورتیں کسی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلتی تھیں تو اپنے سارے بدن کو ایک بڑی چادر میں لپیٹ لیتی تھیں۔

''لَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْغَلَسِ''(اندھیرے کی وجہ سے ان کو کوئی پہچان نہ پاتا تھا) سے مراد کیا ہے؟اس بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

قال الداودی : معناه لا یعرفن أ نساء ام رجال أی لا یظهر للرائی اِلا الاشباح خاصة (۱۰۶)

''داودی کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اندھیرے کی وجہ سے یہ پتا نہیں چلتا تھا کہ وہ عورتیں ہیں یا مرد ہیں' یعنی دیکھنے والے کے لیے وہ صرف سائے یا ہیولے ہوتے تھے''۔

امام نوویؒ نے بھی اسی معنیٰ کو ترجیح دی ہے۔آپؒ فرماتے ہیں:

(ما یعرفن من الغلس) هو بقایا ظلام اللیل' قال الداودی معناه ما یعرفن أ نساء هن أم رجال ' وقیل ما یعرف اعیانهن وهذا ضعیف لأن

المتلفعة فی النهار ایضاً لا یعرف عینها فلا یبقی فی الکلام فائدة(۱۰۷)

''الغلس سے مراد رات کی تاریکی کا باقی ہونا ہے۔ داودی کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ عورتیں ہیں یا مرد ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ان کی ذات معلوم نہ ہوتی تھی اور یہ قول ضعیف ہے' کیونکہ دن میں بھی جس عورت نے اپنے آپ کو چادر میں چھپا کر رکھا ہو اُس کی ذات معلوم نہیں ہوتی تو کلام کا فائدہ باقی نہیں رہتا (یعنی حدیث میں جو کلام ہے)۔''

٥) عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ : يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلَ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ شَقَّقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا (۱۰۸)

''اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے پہل ہجرت کرنے والی مہاجر عورتوں پر رحم کرے! جب یہ آیت ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اُن کے دوپٹے بنا کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا''۔(۱۰۹)

ابن حجرؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

فاختمرن ای غطین وجوهن یعنی حضرت عائشہؓ کے قول ''فَاخْتَمَرْنَ'' کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔

٦) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ اَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ فَاَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهٗ فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِيْ صَنَعْتُ فَاَمَرَنِيْ اَنْ آذَنَ لَهٗ (۱۱۰)

''حضرت عائشہ ؓ اپنے رضاعی چچا اَفلح کے بارے میں بیان کرتی ہیں جو کہ ابو قُعَیس کے بھائی تھے' کہ انہوں نے مجھ سے حجاب کی آیات نازل ہونے کے بعد گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگی تو میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میں نے آپؐ کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں اَفلح کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دوں۔''

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی تشریح میں بیان کرتے ہیں:

وفيه وجوب احتجاب المرأة من الرجال الاجانب

''یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کا اجنبی مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پہلے یہی خیال تھا کہ اپنے رضاعی چچا سے بھی پردہ ہے' اس لیے انہوں نے اپنے رضاعی چچا کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ کے بتانے پر کہ رضاعی چچا سے عورت کا پردہ نہیں ہے' آپؓ نے اپنے چچا کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔

مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمّٰى اَفْلَحَ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْهُ فَاَخْبَرَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا : ((لَا تَحْتَجِبِىْ مِنْهُ)) (۱۱۱)

''حضرت عُروہ رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے خبر دی کہ ان کے رضاعی چچا افلح نے ان کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پردہ کر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اس معاملے کی خبر دی تو آپؐ نے فرمایا: ''اس سے پردہ نہ کرو''۔

۷) **عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ : فَكَيْفَ يَصْنَعْنَ النِّسَاءُ بِذُيُوْلِهِنَّ؟ قَالَ : ((يُرْخِيْنَ شِبْرًا)) فَقَالَتْ : اِذًا تَنْكَشِفُ اَقْدَامُهُنَّ قَالَ: ((فَيُرْخِيْنَهٗ ذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ))** (۱۱۲)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی اپنے کپڑے کو تکبر کے باعث لٹکائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ کرم نہ کرے گا'' تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا: عورتیں اپنے پلو کا کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: ''اسے ایک بالشت لٹکا لیں''۔ اس پر حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: تب تو اُن کے پاؤں ننگے رہ جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: ''تو وہ ایک ہاتھ لٹکا لیں' لیکن اس سے زیادہ نہ لٹکائیں۔''

یہ حدیث واضح طور پر بیان کر رہی ہے کہ عورت کے لیے اپنے قدم یعنی پاؤں کا ڈھانپنا واجب ہے۔ تو جب پاؤں کا ڈھانپنا واجب ہے تو چہرے کا ڈھانپنا بالاولیٰ واجب ہے' کیونکہ چہرے کو کھلا رکھنے میں پاؤں کی نسبت زیادہ فتنے کا اندیشہ ہے۔

۸) وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ الْجُھَنِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَآءِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَرَاَیْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: ((اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ)) (۱۱۳)

''حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں پر داخل ہونے سے بچو (یعنی مَردوں کا عورتوں کی محفلوں میں جانا ممنوع ہے)'' تو انصار میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا شوہر کے قریبی رشتہ داروں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''شوہر کے قریبی رشتہ دار تو موت ہیں۔''

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے مَردوں کو عورتوں سے معاملہ کرتے وقت اُن کے سامنے آنے سے منع فرمایا۔ یعنی اگر کوئی معاملہ کرنا ہے تو آیت قرآنی ﴿فَاسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ کے مصداق پردے کے پیچھے سے ہونا چاہیے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث اختلاطِ مَرد و زن کی ممانعت کی بھی واضح دلیل ہے۔

ماہنامہ ''اشراق'' کے مضمون نگار پروفیسر خورشید عالم صاحب چہرے کے پردے کے تو خلاف ہیں ہی' اس پر مستزاد یہ کہ مرد و زن کے اختلاط کے بھی قائل ہیں۔ اپنے مضمون میں ایک جگہ فرماتے ہیں: ''غربت کی ماری عورت کو گھر سے باہر نکل کر تلاشِ معاش میں سرگرداں رہنا پڑتا ہے۔ شہروں میں وہ گھروں میں جھاڑو پوچا لگاتی ہے' سڑک پر روڑی کوٹتی ہے' سر پر اینٹیں رکھ کر تعمیر کے کام میں حصہ لیتی ہے' بھٹوں پر اینٹیں تیار کرتی ہے' دیہات میں وہ مَردوں کے شانہ بشانہ ابتدائے آفرینش سے کام کر رہی ہے اور کام کرتی رہے گی''۔

ہمیں تعجب ہے پروفیسر موصوف پر کہ مرد و زن کے اختلاط کو ثابت کرنے کے لیے وہ عورتوں پر ہونے والے ظلم کو کس دیدہ دلیری سے سندِ جواز عطا فرما رہے ہیں! ہمارا اُن سے سوال ہے کہ اگر ایسا ہو رہا ہے تو کیا یہ سب کچھ صحیح ہو رہا ہے؟ یا کیا ایسا ہونا چاہیے؟ کیا اسلام عورتوں کو معاش کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے؟ کیا عورت کی اصل ذمہ داری اپنے گھر کو سنبھالنا اور اپنے بچوں کی تربیت کرنا ہے یا سڑکوں' گلی کوچوں' دوسروں کے گھروں میں جا جا کر صفائی کرنا' بھٹوں پر اینٹیں تیار کرنا' سڑکوں پر روڑی کوٹنا ہے؟ کیا عورتوں سے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے نازک آبگینوں سے تشبیہ دی ہے' ایسے کام لینا اُن پر ظلم نہیں ہے؟ اگر یہ سب کچھ ظلم ہے' اور یقیناً ایسا ہی ہے' تو پروفیسر صاحب کو تو چاہیے تھا کہ اِس ظلم کے خلاف قلم

اُٹھاتے نہ کہ اس ظلم کو بنیاد بنا کر مرد وزن کے اختلاط کو ثابت کرنے لگ جاتے۔ حجاب کے منکرین اور اس کا اثبات کرنے والوں کے درمیان یہی فرق ہے۔ علماء اور مذہبی رہنما حجاب کا اثبات اس لیے کرتے ہیں تاکہ عورت کو عزت ملے اور وہ گھر کی مالکن بن کر گھر میں رہے۔ گھر کے باہر کی ساری ذمہ داریاں مرد کے اوپر ہیں۔ مرد ہی اصل میں اپنی بیوی اور بچوں کے نان نفقے کا ذمہ دار ہے' اسی وجہ سے تو مرد کو قرآن میں قوّام کہا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ ط﴾ (النساء: ٣٤)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں' اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر (یعنی مَردوں کو عورتوں پر) فضیلت دی ہے اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ مرد (عورتوں پر) اپنے مال خرچ کرتے ہیں''۔

دوسری طرف منکرینِ حجاب کا طرزِ عمل دیکھیں۔ وہ عورتوں کو گھر کی مالکن کے بجائے دوسروں کے گھروں کی خادمہ بنانا چاہتے ہیں' تاکہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کی بجائے دوسروں کے بچوں کو سنبھالے اور اپنے شوہر کی خدمت کی بجائے اجنبی مَردوں کی خدمت کرے۔ واقعہ یہ ہے کہ مَردوں نے ہمیشہ عورت کو اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے تختۂ مشق بنایا ہے۔ اہل مغرب جو عورتوں کے حقوق کے دعوے دار ہیں' عورت کا سب سے زیادہ استحصال وہی کرتے ہیں۔ اپنی جنسی خواہشات و ہوس کی تکمیل کے لیے مغرب کے مرد نے حقوقِ نسواں کی تحریکوں کے ذریعے عورتوں کو گھروں سے باہر نکالا اور مساواتِ مرد وزن کے نعرے لگا کر اپنی معاشی ذمہ داریوں سے جان چھڑائی اور عورتوں کے گھر سے باہر نکل کر کام کاج کرنے کو آزادیٔ نسواں کا نام دیا۔ اسلام تو ہمیں یہ درس سکھلاتا ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ اس کے گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹائے چہ جائیکہ مرد گھر اور بچوں کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اپنی معاشی ذمہ داریاں بھی عورت کے کندھوں پر ڈال دے۔

اضطراری کیفیت میں عورت کا گھر سے باہر نکل کر کام کرنا ایک علیحدہ مسئلہ ہے' لیکن جو کچھ ہمارے معاشرے میں ہو رہا ہے اس کو سند جواز عطا کرنا ظلم وزیادتی ہے۔

٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ)) (١١٤)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت تو

چھپانے کی چیز ہے۔ جب یہ (گھر سے) باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے۔''

اس حدیث میں عورت کو ''عورۃ'' کہا گیا ہے' یعنی چھپانے کی شے۔ اس سے مراد ہے کہ عورت کا سارا جسم ''عورۃ'' ہے جس کو چھپانا چاہیے۔

۱۰) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهَا)) (۱۱۵)

''کوئی عورت کسی دوسری عورت سے اس طرح نہ ملے کہ پھر جا کر اپنے شوہر کے سامنے اس کے حسن و جمال کو اس طرح بیان کرے گویا کہ اس کا شوہر اس اجنبی عورت کو دیکھ رہا ہو۔''

اس حدیث کے الفاظ ((كَاَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهَا)) اس بات کی دلیل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں حجاب کرتی تھیں۔ کیونکہ اگر عورتوں میں حجاب کی پابندی نہ ہوتی تو مَردوں کو اِس بات کی ضرورت باقی نہ رہتی کہ ان کی بیویاں ان کے سامنے اجنبی عورتوں کے حسن و جمال کو بیان کریں' بلکہ مرد بذاتِ خود عورتوں کو دیکھنے کی قدرت رکھتے۔

۱۱) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهٗ امْرَاَةً اَخْطُبُهَا فَقَالَ :((اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهٗ اَجْدَرُ اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمَا)) فَاَتَيْتُ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ فَخَطَبْتُهَا اِلٰى اَبَوَيْهَا وَاَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَاَنَّهُمَا كَرِهَا ذٰلِكَ' قَالَ فَسَمِعَتْ ذٰلِكَ الْمَرْاَةُ وَهِيَ فِيْ خِدْرِهَا فَقَالَتْ :اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَكَ اَنْ تَنْظُرَ فَانْظُرْ وَاِلَّا فَاَنْشُدُكَ كَاَنَّهَا اَعْظَمَتْ ذٰلِكَ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا)) (۱۱۶)

''میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپؐ کے سامنے ایک عورت کا تذکرہ کیا جس سے میں نکاح کرنا چاہتا تھا تو آپؐ نے فرمایا: ''جا کر پہلے اس کو ایک نظر دیکھ لو' یہ بات تمہارے مابین محبت کا باعث ہوگی''۔ میں انصار کی ایک عورت کے پاس آیا تو میں نے اس کے والدین سے نکاح کی بات کی اور انہیں اللہ کے رسول ﷺ کے قول کے بارے میں بتایا۔ والدین نے لڑکی کے دیکھنے کو ناپسند کیا۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ اس عورت نے میری بات سن لی اور وہ پردے میں کھڑی تھی۔ اس لڑکی نے کہا کہ اگر اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم دیکھ لو' تو

دیکھ لو اور اگر ایسا نہیں ہے تو میں اللہ کی قسم کھاتی ہوں کہ ایسا نہ کرنا۔ گویا اس عورت نے اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کو بڑا جانا۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا اور پھر بعد میں اس سے نکاح کر لیا۔''

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حجاب کرتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب ایک مرد ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجتا تھا تو اس کے باوجود بھی دیکھ نہ سکتا تھا۔

۱۲) اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ)) (۱۱۷)

''اور حالتِ احرام میں کوئی عورت نقاب نہ اوڑھے اور نہ ہی دستانے پہنے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وهذا مما يدل على ان النقاب والقفازين كانا معروفين في النساء اللاتي لم يحرمن وذلك يقتضي ستر وجوههن وايديهن (۱۱۸)

''یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نقاب اور دستانے پہننا ان عورتوں میں معروف تھا جو کہ حالتِ احرام میں نہ ہوتی تھیں' اور یہ فعل اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ اپنے چہروں اور ہاتھوں کو ڈھانپیں''۔

حالتِ احرام میں عورتوں کے لیے اپنے چہرے کو کھلا رکھنا مشروع ہے' جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں نقاب اور دستانے پہننے سے منع فرمایا۔ گویا کہ جب عورتیں حالت احرام میں نہ ہوں تو اُس وقت وہ نقاب اور دستانے پہنیں گی۔

۱۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَقْفَلَهٗ مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَقَدْ اَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَعَثَرَتْ نَاقَتُهٗ فَصُرِعَا جَمِيْعًا فَاقْتَحَمَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ قَالَ: ((عَلَيْكَ الْمَرْاَةَ)) فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلٰى وَجْهِهٖ وَاَتَاهَا فَاَلْقَاهُ عَلَيْهَا وَاَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا وَاكْتَنَفْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ: ((آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)) فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ (۱۱۹)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عسفان سے واپسی کے وقت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جبکہ آپؐ اونٹنی پر سوار تھے اور آپؐ کے پیچھے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اچانک اونٹنی نے ٹھوکر کھائی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہؓ سمیت نیچے گر گئے۔ حضرت ابوطلحہؓ فوراً آپؐ کی خدمت میں پہنچے اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ مجھے آپؐ پر فدا کرے! آپؐ نے فرمایا: ''عورت کی خبر لو''۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کپڑا اپنے منہ پر ڈالا اور حضرت صفیہؓ کے پاس آئے' پھر اپنا کپڑا اُن پر ڈال دیا اور آپؐ اور حضرت صفیہؓ کی سواری کو درست کیا تو آپ دونوں سوار ہو گئے۔ اس کے بعد ہم آپؐ کے آس پاس رہے' جب ہم مدینہ کے پاس پہنچے تو آپؐ نے فرمایا: ((آیِبُوْنَ' تَائِبُوْنَ' عَابِدُوْنَ' لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)) اور مدینہ میں داخل ہونے کے وقت تک آپؐ برابر یہی دعا پڑھتے رہے۔''

ایک اور روایت میں الفاظ ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو جب اپنے ساتھ سوار کیا تھا تو ان کے چہرے پر ایک چادر ڈال دی تھی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

وَسَتَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَمَلَهَا وَرَاءَهٗ وَجَعَلَ رِدَاءَهٗ عَلٰى ظَهْرِهَا وَوَجْهِهَا (۱۲۰)

''اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کو ڈھانپا اور انہیں اپنے پیچھے (اونٹ پر) سوار کیا اور اپنی چادر حضرت صفیہ کی کمر اور چہرے پر ڈال دی''۔

۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((اِنْ کَانَ لِاِحْدَاکُنَّ مُکَاتَبٌ فَکَانَ عِنْدَهٗ مَا یُؤَدِّیْ فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ))(۱۲۱)

''جب تم (عورتوں) میں سے کسی کے پاس کوئی مکاتب (ایسا غلام جس سے اس کے مالک نے مکاتبت کر لی ہو کہ اگر اتنی رقم تم ادا کرو گے تو آزاد ہو جاؤ گے) ہو اور اس غلام کے پاس اتنی رقم ہو کہ وہ اسے مکاتبت کی صورت میں ادا کر سکے تو اس عورت کو چاہیے کہ اپنے غلام سے پردہ کرے''۔

اس حدیث میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ کسی عورت کے لیے اپنے غلام کے سامنے چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے' لیکن یہ رخصت اُس وقت تک ہے جب تک کہ وہ اس کی ملکیت میں رہے۔ جب وہ غلام اپنی مالکن سے مکاتبت کر کے آزادی حاصل کرے گا تو اب وہ گویا اس خاتون کے لیے اجنبی مرد بن گیا ہے اور اس سے پردہ کرنا ضروری ہے۔(۱۲۲)

اس حدیث کی شرح میں امیر صنعانی رقم طراز ہیں:

وهو دليل على مسئلتين : الاولى ان المكاتب اذا صار معه جميع مال المكاتبة فقد صار له ما للاحرار فتحتجب منه سيدته اذا كان مملوكا لامرأة ...... المسئلة الثانية دل بمفهومه على انه يجوز لمملوك المرأة النظر اليها ما لم يكاتبها ويجد مال الكتابة وهو الذى دل له منطوق قوله تعالى: ﴿اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾ فى سورة النور وسورة الاحزاب(۱۲۳)

''یہ حدیث دو مسئلوں کی طرف رہنمائی کر رہی ہے۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ جب مکاتب غلام کے پاس مکاتبت کا سارا مال اکٹھا ہو جائے تو وہ آزاد کی طرح ہو جاتا ہے اور اس کی مالکہ اس سے پردہ کرے گی' اگر وہ کسی عورت کا غلام تھا...... دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی غلام کے لیے اپنی مالکن کی طرف دیکھنا جائز ہے جب تک وہ اس سے مکاتبت کر کے مالِ کتابت حاصل نہ کر لے۔ اور اسی مسئلہ پر سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب کی یہ آیت بھی دلالت کر رہی ہے ''اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ''۔ (یعنی کسی عورت کا اپنے غلام سے پردہ نہیں ہے' لیکن اگر وہ غلام آزاد ہو جائے گا تو پھر پردہ ہوگا جیسا کہ حدیث بیان کر رہی ہے)

۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن حضرت صفیہؓ کے ساتھ قیام فرمایا تو مسلمانوں میں اختلاف ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کے ساتھ نکاح کیا ہے یا ان کو لونڈی بنا کر رکھا ہے' تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے:

اِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّاَ لَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ (۱۲۴)

''اگر آپؐ نے ان سے پردہ کروایا تو وہ اُمہات المؤمنین میں سے ہوں گی اور اگر آپؐ نے ان سے پردہ نہ کروایا تو وہ آپؐ کی لونڈی ہوں گی۔ پس جب آپؐ نے وہاں سے کوچ کیا تو حضرت صفیہؓ کو پیچھے بٹھا لیا اور پردہ کھینچ دیا۔''

یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ کے زمانے میں حرائر (آزاد عورتوں) کے لیے پردہ تھا' جبکہ لونڈیوں کے لیے پردہ نہ تھا۔

۱۶) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ طائف کے موقع پر رسول

اللہ ﷺ نے مدینہ اور مکہ کے درمیان مقام جعرانہ پر پڑاؤ ڈالا اور آپؐ کے ساتھ حضرت بلال ؓ بھی تھے۔ آپؐ نے ایک پیالے میں پانی منگوا کر اس سے دونوں ہاتھ اور منہ دھوئے اور اس میں کلی بھی کی۔ پھر آپؐ نے ہم دونوں سے کہا کہ اس پانی کو پی لو اپنے منہ اور سینے پر ڈالو اور خوشخبری حاصل کرو' تو ہم نے ایسے ہی کیا۔

فَنَادَتْ اُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَاءِ السِّتْرِ اَنْ اَفْضِلَا لِاُمِّكُمَا فَاَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً (١٢٥)

''تو حضرت اُمّ سلمہ نے پردے کے پیچھے سے کہا کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ پانی چھوڑ دینا تو انہوں نے اس میں سے کچھ پانی ان کے لیے چھوڑ دیا''۔

١٧) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالَ : خَطَبْتُ امْرَأَةً فَجَعَلْتُ اَتَخَبَّأُ لَهَا حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَيْهَا فِيْ نَخْلٍ لَهَا فَقِيْلَ لَهٗ اَتَفْعَلُ هٰذَا وَاَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :((اِذَا اَلْقَى اللّٰهُ فِيْ قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا)) (١٢٦)

''حضرت محمد بن مسلمہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک عورت کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا اور میں اس کو چوری چھپے دیکھنے کی کوشش کرتا تھا' حتیٰ کہ ایک دن وہ عورت اپنے باغ میں گئی تو میں نے (موقع پا کر) اس کو دیکھ لیا تو مجھ سے لوگوں نے کہا: آپ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی ہو کر ایسا کرتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے ''جب کسی مرد کا کسی عورت سے شادی کا ارادہ ہو تو اس کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

اللہ کے رسول ﷺ کے یہ الفاظ کہ ''فَلَا بَأْسَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا'' اس بات کی دلیل ہیں کہ اگر کسی عورت سے نکاح کی خواہش ہو تو اس کو دیکھنے کی رخصت ہے' اس کے علاوہ نہیں۔ حضرت محمد بن مسلمہ ؓ کا تکلف کر کے اس عورت کو دیکھنے کی کوشش کرنا اور اس کے باوجود نہ دیکھ پانا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں اس زمانے میں حجاب کرتی تھیں۔ اسی طرح اگر وہ عورت بھی حجاب نہ کرتی ہوتی تو حضرت محمد بن مسلمہ ؓ کو چوری چھپے تکلف کر کے اس خاتون کو دیکھنے کی کیا ضرورت تھی؟

١٨) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَوْمَتِ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَضَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهٗ فَقَالَ :((مَا اَدْرِيْ اَيَدُ

رَجُلٍ اَمْ يَدُ امْرَأَةٍ)) قَالَتْ : بَلِ امْرَأَةٌ قَالَ :((لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ اَظْفَارَكِ يَعْنِيْ بِالْحِنَّاءِ)) (١٢٧)

''حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے ایک خط رسول اللہ ﷺ کو دیا تو آپؐ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے'' تو اس عورت نے کہا کہ میں عورت ہوں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ''اگر تو عورت ہے تو اپنے ناخنوں کو مہندی لگا (تاکہ مرد اور عورت میں فرق ہو سکے)۔''

اس حدیث میں عورت کا پردے کے پیچھے سے آپؐ کو خط دینا یہ واضح کر رہا ہے کہ عورتیں آپؐ کے زمانے میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو پردے میں ہوتی تھیں۔

حواشی

١٠٢) سنن ابی داؤد' کتاب المناسك' باب فی المحرمة تغطی وجهها۔ یہ روایت حسن ہے اور علامہ البانی نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔ (حجاب المرأة المسلمة' علامه البانی ' ص ٥٨)

١٠٣) المستدرك علی الصحيحين' امام حاكم' جلد١' ص ٤٥٤۔ یہ روایت صحیح ہے اور علامہ البانی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔(حجاب المرأة المسلمة' علامه البانی ' ص ٥٠)

١٠٤) صحيح البخاری' کتاب التفسير' باب لو لا اذ سمعتموه...... الخ۔

١٠٥) صحيح البخاری' کتاب مواقيت الصلاة' باب وقت الفجر۔

١٠٦) فتح الباری' جلد٢' ص ٥٥ ' المكتبة السلفية۔

١٠٧) شرح نووی' لصحيح مسلم' جلد٥' ص ١٤٤'١٤٥'دارالفكر بيروت۔

١٠٨) صحيح البخاری' کتاب تفسير القرآن' باب وليضربن بخمرهن علی جيوبهن۔

١٠٩) فتح الباری' ج٨' ص ٤٩٠' المكتبة السلفية۔

١١٠) صحيح البخاری' کتاب النكاح' باب لبن الفحل۔

١١١) صحيح مسلم' کتاب الرضاع' باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل۔

١١٢) سنن الترمذی' کتاب اللباس عن رسول اللهﷺ' باب ما جاء فی جرذيول النساء۔ یہ روایت صحیح ہے اور علامہ البانی نے بھی اس کو صحیح قرار دیتے ہوئے عورتوں کے پاؤں کو ستر قرار دیا ہے۔(حجاب' علامہ البانی' ص٣٦)

١١٣) صحيح البخاری' کتاب النكاح' باب لا يخلون رجل بامرأة الاذو محرم والدخول علی۔

١١٤) سنن الترمذی' کتاب الرضاع' باب ما جاء فی كراهية الدخول علی المغيبات و رواه ابن حبان فی صحيحه والطبرانی فی الكبير۔ (امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور

علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔)

۱۱۵) صحیح البخاری' کتاب النکاح' باب لا تباشر المرأة المرأة فتنعتها لزوجها۔

۱۱۶) سنن ابن ماجه' کتاب النکاح' باب النظر الی المرأة اذا اراد ان یتزوجها۔ یہ روایت صحیح ہے اور علامہ البانی نے بھی اس کو صحیح تر قرار دیا ہے۔

۱۱۷) صحیح البخاری' کتاب الحج' باب ما ینهی من الطیب للمحرم والمحرمة۔

۱۱۸) مجموعة رسائل فی الحجاب والسفور' جماعة من العلماء' ص ۸۰ ' ادارة البحوث العلمیة والافتاء' ریاض۔

۱۱۹) صحیح البخاری' کتاب الجهاد والسیر' باب ما یقول اذا رجع من الغزو۔

۱۲۰) اخرجه ابن سعد بحواله حجاب المرأة المسلمة' علامه البانی' ص ۴۹' ۵۰۔

۱۲۱) سنن ابی داوٗد' کتاب العتق' باب فی المکاتب یؤدی بعض کتابته فیعجز او یموت۔

۱۲۲) یہ روایت صحیح ہے' لیکن علامہ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے' کیونکہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی نبہان مجہول العین ہے۔ ہم آگے چل کر اس پر بحث کریں گے۔

۱۲۳) سبل السلام' جلد ۴' ص ۱۴۶' امیر صنعانی۔

۱۲۴) صحیح البخاری' کتاب المغازی' باب غزوة خیبر۔

۱۲۵) صحیح البخاری' کتاب المغازی' باب غزوة طائف فی شوال سنة ثمان۔

۱۲۶) سنن ابن ماجه' کتاب النکاح' باب النظر الی المرأة اذا اراد ان یتزوجها ۔ یہ روایت صحیح ہے اور علامہ البانی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۲۷) سنن ابی داوٗد' کتاب الترجل' باب فی الخضاب للنساء۔ یہ روایت حسن ہے اور علامہ البانی نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی دستاویز

ڈاکٹر اسرار احمد کی مقبول عام تالیف

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت خاص :30روپے اشاعت عام:15روپے